تحفۂ مقبول
در فضائل رسول صلی اللہ علیہ وسلم
[۱۲۸۰ھ]
سب رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
مصنف
حکیم رحمان علی صاحب مرحوم
ترتیب جدید
محمد ثاقب رضا قادری
اعلیٰ حضرت نیٹ ورک
Alahazrat Network

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحفۂ مقبول در فضائل رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

[۱۲۸۰ھ]

سب رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مصنف
حکیم رحمان علی صاحب مرحوم

ترتیب جدید
محمد ثاقب رضا قادری

تحفۂ مقبول در فضائل رسول مطبوعہ مطبع نظامی کان پور کا سرورق

تفصیلات

کتاب	:	تحفہ مقبول در فضائل رسول ﷺ [1280ھ]
موضوع	:	سب رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ
تالیف	:	مولانا محمد عبد الشکور المعروف بہ مولوی رحمان علی صاحب (مؤلف تذکرہ علماے ہند) ۔علیہ رحمۃ اللہ الولی۔
ترتیبِ جدید	:	محمد ثاقب رضا قادری۔ عفی عنہ۔(0313-4946763)
نظرثانی	:	پروفیسر علامہ محمد افروز قادری چریاکوٹی۔ خلیفہ حضور تاج الشریعہ (کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ) مدظلہ العالی
صفحات	:	اڑتالیس (48)
اشاعت	:	2012ئ......1433ھ
قیمت	:	روپے
کاوش	:	دارالکتاب، لاہور darulkitab11@gmail.com
ناشر	:	مکتبہ اعلیٰ حضرت، دربار مارکیٹ، مرکز الاولیاء لاہور

اِنتساب

منبع فیوض و برکات سلسلہ قادریہ کے بانی......

سیدنا شیخ عبدالقادر الجیلانی البغدادی

المُلقّب بہ

شہباز لامکانی، قندیل نورانی، محبوب سبحانی

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ

کے نام

اِحسان خدا کے پیر پایا
اور پیر بھی دستگیر پایا

گدائے قادریّت

محمد ثاقب رضا قادری

فہرست

☆☆☆☆☆

تعارف مصنف

آپ کا اصل نام محمد عبد الشکور بن حکیم الحکما شیر علی ہے؛ لیکن 'رحمان علی' کے عرف سے جانے جاتے ہیں۔ ولادت بروز جمعہ 2 ذی الحجہ 1244ھ/ 1829ء کو ہوئی۔ والد گرامی نے نہایت لاڈ پیار سے پرورش کی۔ مسلمانانِ ہند کے معمول کے مطابق ناظرہ قرآن مجید پڑھا اور فارسی کی ابتدائی کتب پڑھیں۔ والد صاحب کے انتقال پُر ملال کے بعد اپنے بھائیوں سے تعلیم حاصل کی اور پھر علمائے فتح پور سے کسب فیض کیا جن میں مولانا محمد شکور، شیخ ثابت علی بھکوی، فاضل حسین فتح پوری، مولوی عبد اللہ زید پوری شامل ہیں۔ عبد الرحمن بن محمد انصاری پانی پتی سے علم حدیث کی سند حاصل کی۔ 1267ھ میں 'ریوران' کا سفر کیا اور ملازمت کا آغاز کیا اور مجسٹریٹ (درجہ اوّل) تک ترقی حاصل کی۔

1861ء میں ریاست ریوران میں ایک مسجد کی تعمیر کروائی اور ایک گاؤں جو حکومت کی طرف سے ان کو عنایت ہوا تھا، اس کی آمدن کو مسجد کے مصارف کے لیے وقف کر دیا۔

1325ھ/ 1911ء میں بعمر 82 سال آپ کا وصال ہو گیا۔

تصانیف: آپ نے گراں قدر تصانیف رقم فرمائیں جن میں 'تذکرہ علمائے ہند' کو خاصی شہرت و پذیرائی حاصل ہوئی۔ کچھ دیگر تصانیف کے نام درج ذیل ہیں :

1۔ فوائد جلالیہ منظوم 2۔ تحفۂ مقبول در فضائل رسول ﷺ

3۔ طریقہ حسنہ در ابیاتِ مولد و قیام 4۔ آداب احمدی

5۔ ریاض الامرائ 6۔ نخبۃ البحرین 7۔ انبیۃ الاسلام

8۔ طب رحمانی 9۔ صحت جسمانی 10۔ کفارۃ الذنوب

11۔ عجالہ نافعہ 12۔ آفتاب حکمت۔

مزید تفصیلات کے لیے 'تعارف علمائے ہند' اور 'نزہۃ الخواطر' جلد ششم کا مطالعہ فرمائیں۔

کچھ طباعتِ نَو کی بابت

تحفۂ مقبول در فضائل رسول ﷺ ترتیب جدید وتخریج کے ساتھ پیش خدمت ہے۔ راقم کو اس کتاب کا نسخہ مطبوعہ مطبع نظامی کان پور(1280ھ) ''ڈیجیٹل لائبریری آف انڈیا'' سے دستیاب ہوئی۔ اس سے قبل مؤلف کتاب سے شناسائی نہ تھی۔ کتاب کے مطالعہ سے دل ودماغ منور ہوا اور عوام اہل سنت کے لیے اس کتاب کو جدید طباعتی معیار کے مطابق اشاعت کا ذہن بنا۔

گیارہ ربیع الغوث 1433ھ (بڑی گیارھویں) کی رات، ہر سال کی طرح رسمی طور پر گیارھویں منانے کی بجائے، راقم کا ذہن اس کتاب کی جدید ترتیب پر مبذول ہوا، چنانچہ کام کا آغاز کیا اور چند دنوں کی کوشش سے جو تشکیل نُو ممکن ہوسکی وہ اب آپ کے سامنے ہے۔

راقم کو اس بات کا بخوبی احساس ہے کہ قلت وقت کے سبب اس کتاب کے شایانِ شان تو کام نہ کرسکا تاہم اُمید کی جاسکتی ہے کہ عوام الناس کے لیے اس سے استفادہ کرنا بہت حد تک سہل ہوگیا ہے۔ راقم نے جدید ترتیب میں جن اُمور کا اہتمام کیا وہ درج ذیل ہیں :

1۔ عبارت کو بامحاورہ اور جدید اُسلوب کے مطابق کرنے کے لیے الفاظ کی تقدیم وتاخیر کی گئی ہے جس سے مفہوم عبارت میں کسی قسم کا فرق نہیں آیا۔ تاہم جو حضرات اصل کتاب سے مستفید ہونا پسند فرمائیں وہ انٹرنیٹ سے یہ کتاب حاصل کرسکتے ہیں۔(www.RazaNw.net)

2۔ مولف نے قرآنی آیات کا ترجمہ نہیں کیا تھا بلکہ حاشیہ میں کسی اور صاحب نے شامل کیا تھا۔ بعض مقامات سے عبارت شکستہ ہونے کی وجہ سے راقم نے تمام آیات کا ترجمہ کنزالایمان سے نقل کیا ہے۔

3۔ قرآنی آیات واحادیث کے حوالہ جات کا اہتمام کیا اور اعراب بھی لگادیے۔

4۔ اسی رسالہ کے آخر میں مولف کا ایک اور رسالہ بھی تھا جس کا نام درج نہ تھا، تاہم مولف کی تصانیف کی فہرست کے مطالعہ سے ظن غالب کی بنیاد پر اس رسالہ کا نام ''آداب احمدی'' درج کیا ہے۔ کیونکہ ''تعارف علمائے ہند'' میں مولانا نے اس رسالہ کا موضوع ''بیان سنن زوائدہ'' تحریر فرمایا ہے جو کہ اس رسالہ کے مضمون سے مطابقت رکھتا ہے۔

اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ راقم کی اس کاوش کو مقبول فرمائے اور اخلاص کے ساتھ مزید خدمت کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

محمد ثاقب رضا قادری

ربیع الغوث، 1433ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحۡمَدُ اللّٰہَ الۡعَلِیَّ الۡعَظِیۡمَ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصۡحَابِہٖ بِالتَّجۡبِیۡلِ وَ التَّعۡظِیۡمِ

اس کے بعد احقر العباد رحمان علی حکیم کہتا ہے کہ یہ رسالہ موسومہ بہ تحفۂ مقبول در فضائل رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بامید فائدہ خاص وعام کے اُردو زبان میں لکھتا ہوں۔ ناظرین باانصاف سے اُمید ہے کہ میری سہو وخطا معاف کر کے اِصلاح سے مزّین فرمائیں گے۔ جزاھُمُ اللّٰہُ خَیۡرًا

پوشیدہ نہ رہے کہ اگرچہ سب انبیا علیہم السلام کے نفوسِ زاکیہ اور ابدانِ صافیہ ہر عیب ونقصان سے پاک وصاف ہیں اور ہر ایک نبی کے ساتھ تصدیق وایمان ضرور ہے، اس کے باوجود اللہ تعالی نے بعض کو بعض اوپر فضیلت اور فوقیت دی ہے جیسا کہ فرمایا :

فَضَّلۡنَا بَعۡضَھُمۡ عَلٰی بَعۡضٍ

ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا۔ (پارہ 3، البقرہ:253)

پس مراتب ومدارجِ انبیاء میں تفاوت اور تفاضل ہے خصوصاً ختمی مآب سرورِ انبیاءؑ، پیشوائے اتقیا، مخزنِ علوم اولین وآخرین، معدنِ فیوض انبیاء ومرسلین، مرکز دائرۂ فضل وکمال، مظہرِ انوارِ حسن وجمال، سیّد الرّسل، فخرِ جزو کُل، احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہٖ سب انبیاء علیہم السلام سے افضل واعظم واشرف واکرم ہیں اور اس میں شک نہیں ہے کہ جو کمالات وفضائل اور کرامات وخصائل اور نبیوں کو جُدا جُدا حاصل ہوئے تھے وہ سب یک جا آپ ﷺ کو مثل اُن کے بلکہ اُن سے بہتر حاصل ہوئے اور سوائے اُن فضائل اور کرامات کے اور بہت کمالات ہیں کہ کسی نبی کو حاصل نہیں ہوئے صرف ذاتِ بابرکات آنحضرت ﷺ کے ساتھ خاص ہیں اگر کوئی یہ کہے کہ آنحضرت ﷺ کی تفضیل اور انبیاء پر بموجب حدیث نبوی :

لَا تُفَضِّلُوۡنِیۡ عَلٰی یُوۡنُسَ بۡنِ مَتّٰی

مجھے یونس بن متی علیہ السلام پر فضیلت نہ دو۔

وغیرہ کے روا نہیں۔

اس کا جواب [☆] یہ ہے کہ ایسی حدیثیں آنحضرت ﷺ سے بر سبیل تواضع وارد ہوئی ہیں اور

اَنَا سَیِّدُ وَلَدِ اٰدَمَ

میں اولاد آدم کا سردار ہوں۔ (مسلم:4223، سنن ابوداؤد:4053، سنن الترمذی:3073، 3548)

بطور ذکرِ نعمت کے آپ ﷺ نے فرمایا ہے بموجب آیہ وَ اَمَّا بِنِعۡمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثۡ

اور اپنے ربّ کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ (پارہ30، الضحیٰ:11)

اور آیۂ کریمہ لَا نُفَرِّقُ بَیۡنَ اَحَدٍ مِّنۡہُمۡ

ہم ان میں کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے۔ (پارہ2، البقرہ:136)

میں نفیِ تفریق ایمان کی ہے جیسا کفار کہتے تھے: نُؤۡمِنُ بِبَعۡضٍ وَّ نَکۡفُرُ بِبَعۡضٍ

ہم کسی پر ایمان لائے اور کسی کے منکر ہوئے۔ (پارہ4، النساء:150)

نہ کہ نفیِ تفاوت مراتب کی، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَ رَفَعَ بَعۡضَہُمۡ دَرَجٰتٍ

اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا۔ (پارہ3، البقرہ:253)

حاصل کلام:

حضور ﷺ کے اوصاف و فضائل دو (2) قسم ہیں :

1۔ ایک وہ کہ جس میں اور انبیاء علیہم السلام بھی آپ ﷺ کے شریک تھے۔

2۔ دوسرے وہ کہ صرف ذاتِ ستُودہ صفات سے خصوصیت رکھتے ہیں۔

اور جو فضائل مخصوصہ کہ سوائے اس کے آپ ﷺ کی امت مرحومہ کو عطا ہوئے ہیں در حقیقت وہ بھی آپ ﷺ ہی کی طرف راجع ہیں۔

اس رسالہ کا مضمون تین (3) فصل میں بیان ہوتا ہے۔

بِاللّٰہِ التَّوۡفِیۡقُ وَ الۡھِدَایَۃُ فِی الۡبِدَایَۃِ وَ النِّھَایَۃِ

[★] دوسرا جواب یہ ہے کہ یونس علیہ السلام پر تفضیل، اس طور پر کہ خطا کی نسبت اُن کی طرف کرنا کہ وہ اپنی قوم سے خفا ہو کر جلدی سے چلے گئے، پیچھے قوم ایمان لائی۔ اس تفضیل سے حضرت ﷺ نے نہی فرمائی ۔۔۔۔۔۔ (اس جگہ بیاض ہے)۔۔۔۔۔۔ ورنہ خصوصیت حضرت یونس علیہ السلام کیا تھی۔ ۱۲

1۔ پہلی فصل:

مشترکہ اوصاف وفضائل کے بیان میں۔

2۔ دوسری فصل:

فضائل مخصوصہ کے بیان میں

3۔ تیسری فصل:

فضائل مخصوصہ اُمّت مرحومہ کے بیان میں

☆☆☆☆☆

پہلی فصل

مشترکہ اوصاف و فضائل کے بیان میں

بیان تفضیل بر آدم علیہ السلام:

آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے یدِ قدرت سے بنایا

خَلَقْتُ بِيَدَیَّ

جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا۔ (پارہ 23، ص:75)

اور اس میں نفخ رُوح فرمایا (یعنی رُوح پھونکی)

فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَ نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِیْ

پھر جب میں اُسے ٹھیک بنالوں اور اُس میں اپنی طرف کی رُوح پھونکوں۔ (پارہ 23، ص: 72)

حضرت ﷺ کے نور کامل السُّرور کو اپنے نورِ گنجینۂ ظہور سے پیدا کیا

كُلُّ الْخَلَائِقِ مِنْ نُوْرِیْ وَ اَنَا مِنْ نُّوْرِ اللّٰهِ

تمام مخلوق میرے نور سے ہے اور میں اللہ کے نور سے ہوں۔ [☆]

پھر دنیا میں سینۂ مبارک کو چاک کر کے ایمان و حکمت سے بھر دیا وہاں تخلیق آدم بدفعۂ واحد ہوئی یہاں شرح صدر فخرِ عالم ﷺ نے چار (4) مرتبہ ظہور پایا۔ [☆]

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ

کیا ہم نے تیرے لیے سینہ کشادہ نہ کیا۔ (پارہ 30، الشرح:01)

فرشتوں نے بامرِ الٰہی آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا :

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ

تو جتنے فرشتے تھے (سب کے سب) سجدے میں گرے۔ (پارہ 14، الحجر:30)

حضرت ﷺ پر اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں بلکہ مؤمنوں کو بھی درود و سلام بھیجنے کا حکم کیا

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر، اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ (پارہ 22، الاحزاب: 56)

گو کہ سجودِ ملائکہ بھی آدم کو ببرکتِ نورِ محمدی کے جو پیشانیٔ آدم علیہ السلام میں لامع تھا، واقع ہوا، مگر یہ صلوٰۃ وسلام اس سجدے سے کس واسطے افضل و اعلیٰ ہے؟

اس واسطے کہ اس میں اللہ تعالیٰ بھی فرشتوں کا 'شریک' [☆] ہے اور آدم کو فقط فرشتوں نے سجدہ کیا تھا اور یہ کہ وہ سجدہ صرف ایک مرتبہ وقوع میں آیا اور یہ صلوٰۃ وسلام ہمیشہ اور ہر دم نیا ہے۔

روزِ قیامت تک آدم علیہ السلام کو علم اَسما (اسم کی جمع بمعنی نام) سکھایا

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا

اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھائے۔ (پارہ 1، البقرہ: 31)

حضور ﷺ کے واسطے آپ کی اُمت متمثل کی گئی اور سب کے نام سکھائے گئے۔

آدم علیہ السلام کو صرف اسماء سکھائے گئے ہمارے حضرت ﷺ کو اسماء سکھائے گئے اور مسمّٰی (یعنی صاحبِ نام) دکھائے گئے۔ یہ تعلیم حضرت کی تعلیم آدم علیہ السلام سے افضل ہے۔

بیان تفضیل بر شیث علیہ السلام:

شیث علیہ السلام بصفت معرفت موصوف تھے ہمارے حضرت ﷺ میں ان سے زیادہ یہ صفت تھی چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے

اَلْمَعْرِفَةُ رَاْسُ مَالِیْ

معرفت الٰہی میرا اصل مال ہے۔ (کشف الخفائ: 1532)

بیان تفضیل بر اِدریس علیہ السلام:

ادریس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بہشت میں زندہ پہنچایا

وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا

اور ہم نے اُسے بلند مکان پر اُٹھالیا۔ (پارہ 16، مریم: 57)

ہمارے حضرت ﷺ کو ایسے مکان تک پہنچایا کہ کوئی نبی اور فرشتہ اُس مقام تک کبھی نہ پہنچا۔

بیان تفضیل بر نوح علیہ السلام:

ثُمَّ دَنٰى فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى

پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا، پھر خوب اُتر آیا تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔ (پارہ 27، النجم:09)

نوح علیہ السلام پر جو لوگ ایمان لائے تھے وہی غرق ہونے سے بچے

قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَ بَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَ عَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ

فرمایا گیا اے نوح، کشتی سے اُتر ہماری طرف سے سلام اور برکتوں کے ساتھ جو تجھ پر ہیں اور تیرے ساتھ کے کچھ گروہوں پر۔ (پارہ 12، ھود:48)

ہمارے حضور ﷺ کے وقت کے کفار بسبب برکت آپ کے عذاب دنیا سے محفوظ رہے

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ

اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو۔ (پارہ 09، الانفال:33)

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی اُمت کے کافروں کے حق میں دعا کی

رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا

اے میرے ربّ زمین پر کافروں میں سے کوئی بسنے والا نہ چھوڑ۔ (پارہ 29، نوح:26)

حضور ﷺ نے جنگ اُحد میں باوجودیکہ کافروں سے بڑی بڑی سختیاں اٹھائیں پھر بھی اُن کے حق میں دعاے بد نہ کی بلکہ بنظر رحمت فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ

اے اللہ! میری قوم کو ہدایت عطا فرما، کیونکہ وہ علم نہیں رکھتے۔ (شعب الایمان للبیہقی: 1428)

حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی پانی پر تیرتی تھی یہاں وقت درخواست عکرمہ بن ابی جہل کے حضور ﷺ کے اشارے سے پتھر پانی پر تیرنے لگا۔

بیان تفضیل بر حضرت لوط علیہ السلام:

لوط علیہ السلام کی امت پر پتھر برسے

وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ

اور اس پر کنکر کے پتھر لگاتار برسائے۔ (پارہ 12، ھود:82)

حضور ﷺ نے ہنوز دنیا میں قدم نہیں رکھا تھا کہ اصحابِ فیل (ہاتھیوں والے کہ کعبہ کو گرانے آئے تھے) کے شر سے اللہ تعالیٰ نے خانۂ کعبہ کو محفوظ رکھا اور کفار پر پتھر برسایا

تَرْمِیْهِمْ بِحِجَارَةٍمِّنْ سِجِّیْلٍ

انہیں کنکر کے پتھروں سے مارتے۔ (پارہ 30، الفیل:04)

بیان تفضیل بر ابراہیم علیہ السلام:

ابراہیم علیہ السلام پر آتشِ نمرود سرد ہوئی

یٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰۤى اِبْرٰهِیْمَ

اے آگ ہو جا ٹھنڈی اور سلامتی ابراہیم پر۔ (پارہ 17، الانبیائ:69)

حضور ﷺ کے واسطے کفار کی لڑائی کی آگ ٹھنڈی کی گئی

كُلَّمَاۤ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ

جب کبھی لڑائی کی آگ بھڑکاتے ہیں اللہ اُسے بُجھا دیتا ہے۔ (پارہ 06، المائدہ:64)

اور اس سے زیادہ یہ ہے کہ آپ شبِ معراج میں آگ کے دریا پر ہو کر گزرے جس کو کرۂ نار کہتے ہیں اور کرۂ نار آپ کی برکت سے ٹھنڈا ہو گیا۔

ابراہیم علیہ السلام نے تبر سے بتوں کو توڑا

فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا

تو ان سب کو چورا کر دیا۔ (پارہ 17، الانبیاء:58)

حضور ﷺ نے بتانِ کعبہ کو جو سیسے سے دیوار میں جمائے تھے، ایک لکڑی کے اشارے سے گرا دیا۔

جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ

حق آیا اور باطل مٹ گیا۔ (پارہ 15، بنی اسرائیل:81)

ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ بنایا۔ حضور ﷺ نے تعمیرِ قریش کے وقت حجر اسود کو اُس کے مقام پر رکھا اور حجر اسود خانۂ کعبہ میں بمنزلہ بدن میں دل کے ہے۔ پس شراکت حضرت ﷺ کی تعمیرِ خانۂ کعبہ میں اقویٰ اور اعلیٰ ہے۔

ابراہیم علیہ السلام نے 'خُلَّت' کا مقام پایا

وَ اتَّخَذَ اللّٰہُ اِبۡرٰہِیۡمَ خَلِیۡلًا

اور اللہ نے ابراہیم کو اپنا گہرا دوست بنایا۔ (پارہ05، النسائ:125)

حضور ﷺ نے 'مقامِ محبت' پایا۔ 'محبت' 'خلّت' سے اعلیٰ ہے کیونکہ ''حبیب'' اُس محب کو کہتے ہیں کہ مقامِ محبوبیت کو پہنچ جائے

اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ

لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرماں بردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔

(پارہ03، ال عمران:31)

'خلیل' وہ ہے جس کا فعل برضائے خدا ہو

اِفۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُ

کیجیے، جس بات کا آپ کو حکم ہوتا ہے۔ (پارہ23، الصّٰفّٰت:102)

'حبیب' وہ ہے کہ خدا کا فعل اُس کی رضا کے موافق ہو

فَلَنُوَلِّیَنَّکَ قِبۡلَۃً تَرۡضٰہَا

تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اُس قبلہ کی طرف، جس میں تمہاری خوشی ہے۔ (پارہ02، البقرہ:144)

''خلیل'' نے مغفرت کی طمع کی

وَ الَّذِیۡۤ اَطۡمَعُ اَنۡ یَّغۡفِرَ لِیۡ

اور وہ جس کی مجھے آس لگی ہے (کہ میری خطائیں قیامت کے دن) بخشے گا۔ (پارہ 19، الشعرائ:82)

''حبیب'' کو مغفرت خود بخود ملی

لِیَغۡفِرَ لَکَ اللّٰہُ

تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے۔ (پارہ26، الفتح:02)

''خلیل'' نے بالتجا عرض کیا

وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ

اور مجھے رُسوانہ کرنا جس دن سب اُٹھائے جائیں گے۔ (پارہ 19، الشعراء: 87)

''حبیب'' کی شان میں بے التجا ارشاد ہوا

یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰہُ النَّبِیَّ

جس دن اللہ رُسوانہ کرے گا نبی (کو)۔ (پارہ 28، التحریم: 08)

بلکہ براہِ کمال محبت اور بھی زیادہ فرمایا

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ

اور اُن کے ساتھ کے ایمان والوں کو۔ (پارہ 28، التحریم: 08)

''خلیل'' نے ہدایت کی اُمید کی

اِنِّیْ ذَاھِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَھْدِیْنِ

میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں، اب وہ مجھے راہ دے گا۔ (پارہ 23، الصّٰفّٰت: 99)

''حبیب'' کو بطور خود فرمایا

وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَھَدٰی

اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی۔ (پارہ 30، الضحٰی: 07)

''خلیل'' نے درخواست کی

وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ

اور میری سچی نام وری رکھ پچھلوں میں۔ (پارہ 19، الشعرائ: 84)

''حبیب'' کے حق میں فرمایا

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ

اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ (پارہ 30، الشرح: 04)

''خلیل'' نے کہا

وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَۃِ جَنَّۃِ النَّعِیْمِ

اور مجھے اُن میں کر جو چین کے باغوں کے وارث ہیں۔ (پارہ19، الشعراء:85)

''حبیب'' کے واسطے حکم ہوا

اِنَّا اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ

اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔ (پارہ30، الکوثر:01)

''خلیل'' نے کہا

وَاجۡنُبۡنِیۡ وَبَنِیَّ اَنۡ نَّعۡبُدَ الۡاَصۡنَامَ

اور مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں کے پُوجنے سے بچا۔ (پارہ13، ابراھیم:35)

''حبیب'' کے حق میں کہا

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡھِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَھۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَھِّرَ کُمۡ تَطۡھِیۡرًا

اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دُور فرما دے اور تمہیں پاک کر کے خوب سُتھرا کر دے۔ (پارہ22، الاحزاب:33)

ابراہیم خلیل کو ذبح اسمٰعیل خواب میں دکھایا

اِنِّیۡۤ اَرٰی فِی الۡمَنَامِ اَنِّیۡۤ اَذۡبَحُکَ

(اے میرے بیٹے) میں نے خواب دیکھا کہ میں تجھے ذبح کرتا ہوں۔ (پارہ23، الصّٰفّٰت:102)

''حبیب'' کو واقعہ شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ کا بزبانِ جبریل علیہ السلام سنایا۔

''خلیل'' ذبحِ اسمٰعیل پر راضی ہوئے اُن کو بشارتِ اسحٰق علیہ السلام ملی۔

وَبَشَّرُوۡہُ بِغُلٰمٍ عَلِیۡمٍ

اور اُسے ایک علم والے لڑکے کی بشارت دی۔ (پارہ26، الذّٰرِیٰت:28)

''حبیب'' اپنے فرزند کے قتل پر صابر ہوئے ان کو بشارتِ شفاعت کُبریٰ ملی۔

وَلَسَوۡفَ یُعۡطِیۡکَ رَبُّکَ فَتَرۡضٰی

اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ (پارہ30، الضّحٰی:05)

فائدہ:

ہرگاہ خلیل وحبیب میں، کہ محل خلت ومحبت ہیں اس قدر فرق ہے تو خلت ومحبت میں بمنزلۂ اولیٰ فرق ظاہر ہے۔

پس معلوم ہوا کہ صفتِ خلت خاص حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واسطے اور صفت محبت خاص ہمارے حضرت ﷺ کے لیے ہے لیکن سرورِ کائنات باوجود خصوصیت محبت کے صفت خلت میں ابراہیم علیہ السلام کے شریک ہیں بلکہ آپ کی خلت، خلتِ ابراہیم علیہ السلام سے اکمل وافضل ہے اور صفت محبت کی اس پر زیادہ ہے۔

لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلاً غَیْرَ رَبِّیْ لَاتَّخَذْتُ اَبَابَکْرٍ خَلِیْلاً

اگر میں اللہ عزوجل کے سوا کسی اور کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا۔ (بخاری: 3381)

یہاں سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کا خلیل ہے، سوائے اُس کے آپ ﷺ کا کوئی خلیل نہیں اور 'خلت' کی نسبت دونوں طرف سے ہوتی ہے جب اللہ تعالیٰ آپ کا خلیل ہوا آپ بھی اللہ تعالیٰ کے خلیل ہوئے۔

بیان تفضیل بر اسمعیل علیہ السلام:

اسمٰعیل علیہ السلام کی زبان عربی تھی اور وہ اس زبان کی ''فصاحت'' میں مشہور تھے چنانچہ یہی زبان حضور ﷺ کو بھی بفصاحتِ تمام عنایت ہوئی۔

اَنَا اَفْصَحُ مَنْ نَطَقَ بِالضَّادِ

میں ''ضاد'' بولنے میں سب سے زیادہ فصیح ہوں۔ [ا]

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسمٰعیل کی زبان محو (ناپید) و مندرس ہوگئی تھی، اس زبان کو میرے پاس جبریل علیہ السلام لائے اور میں نے اس زبان کو یاد کرلیا اور

[ا] امام ابن کثیر کہتے ہیں کہ اس کی کوئی اصل نہیں۔ امام سخاوی فرماتے ہیں معناہ صحیح یعنی اس کا مفہوم صحیح ہے اور یہ بات درست ہے کہ حضور ﷺ تمام عرب وعجم سے زیادہ فصیح ہیں۔ قادری

فرمایا

اَدَّبَنِیۡ رَبِّیۡ فَاَحۡسَنَ تَاۡدِیۡبِیۡ

مجھے میرے رب نے ادب سکھایا پس بہت خوب اَدب سکھایا۔(کنز العمال:31895)

بیان تفضیل بر اسحق علیہ السلام:

اسحٰق علیہ السلام ''رضا'' کے ساتھ موصوف تھے اور ہمارے حضرت ﷺ نے فرمایا

اَلرِّضَاءُ غَنِیۡمَتِیۡ

رضا (راضی رہنا) میری غنیمت ہے۔(احیاء علوم الدین، ج3،ص450)

بیان تفضیل بر یعقوب علیہ السلام:

یعقوب علیہ السلام کو اپنے بیٹے یوسف علیہ السلام سے محبت تھی اور ان کی جدائی کا غم تھا آخر اللہ تعالیٰ نے اُن کو وصال یوسف علیہ السلام کی بشارت دی اور پھر ملاقات سے اُن کی آنکھیں روشن کیں اسی طرح ہمارے حضرت ﷺ کو اپنی امت سے محبت تھی اور ان کے عصیاں کا آپ کو غم تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کو مغفرتِ اُمت کی بشارت دی۔

ہرگاہ مغفرت کی بشارت حاصل ہوئی، بالضرور اللہ تعالیٰ امت مرحومہ کو اپنے اور اپنے حبیب کے دیدار سے مشرف کرے گا پس ''بیٹے کی محبت'' میں کہ ہر ایک کو ہوتی ہے اور ''امت کی محبت'' میں کہ خاص حضرت ﷺ کو تھی، بڑا فرق ہے۔

بیان تفضیل بر یوسف علیہ السلام:

یوسف علیہ السلام کو تھوڑا حسن ملا ہمارے حضرت ﷺ کو بالکل حسن عطا ہوا۔

اے صبح سعادت ز جبیں تو ہویدا

آں حسن چہ حسن ست تبارک و تعالیٰ

یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر زنانِ مصر نے اپنے ہاتھ کاٹے، حضرت ﷺ کو اگر دیکھتیں تو دل

کے ٹکڑے ٹکڑے کرتیں۔

لَوَاحِیْ زُلَیْخَا لَوْرَاَیْنَ حَبِیْبَنَا
لَاٰثَرْنَ تَقْطِیْعَ الْقُلُوْبِ عَلٰی یَدِ[★]

یوسف علیہ السلام 'صبیح' تھے اور آپ ﷺ 'ملیح'، ملاحت (نمکینی) میں جو مزا ہے وہ صباحت (سفید رنگ) میں نہیں۔

یوسف علیہ السلام کو بسبب عشق زلیخا مملکتِ مصر عطا ہوئی
مَکَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ
ہم نے یوسف کو اس ملک پر قدرت بخشی۔ (پارہ 13، یوسف:56)

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا عشق حسن رسالت پناہی کے ساتھ اس سے کم نہیں۔
وَوَجَدَکَ عَآئِلًا فَاَغْنٰی
اور تمہیں حاجت مند پایا پھر غنی کر دیا۔ (پارہ 30، الضحٰی:08)

بیان تفضیل بر موسیٰ علیہ السلام:

موسیٰ علیہ السلام کے عصا کو اللہ تعالیٰ نے اژدہائے غیر ناطق بنایا ہمارے حضرت ﷺ کی جدائی میں چوب ستون کو رُلایا۔

موسیٰ علیہ السلام کو ید بیضا نبوت کا نشان ملا، ہمارے حضرت ﷺ "خاتم النبیین" تھے اسی واسطے ختم نبوت آپ کو عطا ہوئی۔ ید بیضا کی روشنی میں آنکھیں جھپکتی تھیں

تَخْرُجْ بَیْضَآءَ مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ
(اور اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال) نکلے گا سفید چمکتا بے عیب۔ (پارہ 19، النمل:12)
ہمارے حضرت ﷺ کو سراپا نور کا عالم بنایا
قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتٰبٌ
بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور (روشن) کتاب۔ (پارہ 06، المآئدہ:15)

[☆] زلیخا کو ملامت کرنے والیاں اگر ہمارے حبیب (حضور ﷺ) کو دیکھتیں تو ہاتھوں کی بجائے دلوں کا کاٹنا اختیار کرتیں۔
(یہ شعر ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے تفسیر حسینی میں منقول ہے۔ ۱۲

اگر وہ نور پردۂ بشریت میں چھپا نہ ہوتا، کسی کی نظر آپ کے جمالِ باکمال تک نہ پہنچتی
نُوۡرٌ عَلٰی نُوۡرٍ
نور پر نور ہے۔(پارہ 18،النور:35)

یک چراغ ست دریں خانہ کہ از پرتوِ آں

ہر کجا می نگری انجمنی ساختہ اند

موسیٰ علیہ السلام کے واسطے دریائے نیل پھٹ گیا
اِذۡ فَرَقۡنَا بِکُمُ الۡبَحۡرَ
اور جب ہم نے تمہارے لیے دریا پھاڑ دیا۔(پارہ 01،البقرہ:50)
حضرت ﷺ کے اشارے سے چاند آسمان پر پھٹ گیا
اِقۡتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَ انۡشَقَّ الۡقَمَرُ
پاس آئی قیامت اور شق ہو گیا چاند۔(پارہ 27،القمر:01)
معجزۂ موسیٰ علیہ السلام اور معجزۂ محمدی میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔
موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا پتھر میں مارا، پتھر سے پانی جاری ہوا
فَانۡفَجَرَتۡ مِنۡہُ اثۡنَتَا عَشۡرَۃَ عَیۡنًا
فوراً اُس میں سے بارہ چشمے بہ نکلے۔(پارہ 01،البقرہ:60)
حضور ﷺ کی انگلیوں سے پانی جاری ہوا اور یہ بات بہت ابلغ ہے کیونکہ پتھر سے پانی نکلنا ممکن ہے بخلاف انگلیوں کے۔
موسیٰ علیہ السلام نے خضر علیہ السلام سے کہا
اَنۡ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمۡتَ
(اس شرط پر کہ) تم مجھے سکھا دو گے (نیک بات) جو تمہیں تعلیم ہوئی۔(پارہ 15،الکھف:66)
حضور ﷺ کی درخواست خدا سے تھی
رَّبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا

اے میرے رب مجھے علم زیادہ دے۔(پارہ16،طٰہٰ:114)

موسیٰ علیہ السلام کی مناجات کا مقام طورِ سینا ہے حضرت ﷺ کی مناجات کا مقام عرشِ معلّٰی ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے شرح صدر کی دعا کی

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ

اے میرے رب میرے لیے میرا سینہ کھول دے۔(پارہ16،طہٰ:25)

آپ ﷺ کو شرحِ صدر بے مانگے ملا

اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ

کیا ہم نے تمہارے لیے سینہ کشادہ نہ کیا۔(پارہ30، الشرح:01)

موسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت پر ہارون کو خلیفہ بنایا

ھَارُوْنَ اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ

(اور موسیٰ نے اپنے بھائی سے کہا) میری قوم پر میرے نائب رہنا۔ (پارہ 09، الاعراف:142)

حضرت ﷺ کی امت پر اللہ تعالی خلیفہ ہے

وَ اللّٰہُ خَلِیْفَتِیْ مِنْ بَعْدِیْ

اور میرے پیچھے میرا اللہ خلیفہ ہے۔

بیان تفضیل بر ہارون علیہ السلام:

ہارون علیہ السلام میں وصفِ فصاحت تھا

ھُوَ اَفْصَحُ مِنِّیْ لِسَانًا

اُس کی زبان مجھ سے زیادہ صاف ہے۔(پارہ20،القصص:34)

حضور ﷺ اُن سے زیادہ فصیح تھے

اَنَا اَفْصَحُ الْعَرَبِ وَ الْعَجَمِ

میں عرب وعجم کا زیادہ فصیح ہوں۔

فصاحت ہارون علیہ السلام کی ''عبرانی'' زبان میں تھی، حضور ﷺ کی فصاحت ''عربی'' میں تھی اور زبان عربی سب زبانوں سے افصح ہے۔

هٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ

اور یہ روشن عربی زبان۔ (پارہ 14، النحل: 103)

فصاحت ہارون علیہ السلام کی بہ نسبت موسیٰ علیہ السلام کے تھی نہ کہ بہ نسبت سب آدمیوں کے۔

اسی لیے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اَفْصَحُ مِنِّی کہا اور یہ بات ظاہر ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی زبان میں لکنت تھی اگر ہارون علیہ السلام اُن سے فصیح ہوئے تو کچھ تعجب نہیں۔

بیان تفضیل بر داؤد علیہ السلام:

داؤد علیہ السلام کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے لوہے کو نرم کیا حضور ﷺ کی دعا سے خشک درخت کو سبز بنایا اور قدم شریف کے نیچے پتھر کو نرم کر دیا۔

داؤد علیہ السلام کے ساتھ پہاڑ تسبیح کرتے تھے حضور ﷺ کے ہاتھ پر پتھر نے تسبیح کی۔

داؤد علیہ السلام خوش آواز تھے ہمارے حضور ﷺ ان سے بھی زیادہ تر خوش آواز تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نہیں بھیجا کسی پیغمبر کو، مگر خوش رُو اور خوش آواز۔ یہاں تک کہ ہمارے پیغمبر ﷺ کو سب سے زیادہ خوش رُو اور خوش آواز بھیجا۔

تفضیل بر سلیمان علیہ السلام:

سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے چڑیوں کی بولی سکھائی

عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ

(اے لوگو) ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی۔ (پارہ 19، النمل: 16)

حضور ﷺ کے سامنے زہر آلودہ گوشت کا بولنا اور اونٹ کا شکوہ کرنا اور چڑیا کا آپ سے فریاد

کرنا جب کسی نے اس کے بچوں کو لے لیا تھا، کتب معجزات میں مصرح ہے۔

سلیمان علیہ السلام کے واسطے ہوا کو تابع دار بنایا

غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّ رَوَاحُهَا شَهْرٌ

(اور سلیمان کے بس میں ہوا کردی) اس کی صبح کی منزل ایک مہینہ کی راہ اور شام کی منزل ایک مہینہ کی راہ۔ (پارہ 22، سبا:12)

آپ ﷺ کو براق عطا کیا کہ ہوا سے بھی زیادہ تیز رو تھا بلکہ بجلی سے بھی تیز تر کہ چشم زدن میں فرش سے عرش پر لے گیا۔

سلیمان علیہ السلام نے شیطان کو مسخر کیا

وَ الشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّ غَوَّاصٍ

اور دیو بس میں کر دیے ہر معمار اور غوطہ خور۔ (پارہ 23، ص:37)

حضور ﷺ کے پاس نماز کے وقت شیطان کا آنا اور اس پر آپ کا قادر ہونا اس تسخیر سے افضل ہے۔

سلیمان علیہ السلام کے واسطے جن مسخر ہوئے

وَّ اٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ

اور دوسرے اور بیڑیوں میں جکڑے ہوئے۔ (پارہ 23، ص:38)

اور ہمارے حضور ﷺ پر جن ایمان لائے

فَاٰمَنَّا بِهٖ

تو ہم اس پر ایمان لائے۔ (پارہ 29، الجن:02)

سلیمان علیہ السلام جنوں سے کام لیتے تھے

وَ مِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ

اور جنّوں میں سے وہ جو اُس کے آگے کام کرتے۔ (پارہ 22، سبا:12)

اور حضور ﷺ جنّوں سے اسلام لیتے تھے

أَجِيبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَ اٰمِنُوْا بِهٖ

(اے ہماری قوم) اللہ کے منادی کی بات مانو۔ (پارہ 26، الاحقاف: 31)

سلیمان علیہ السلام کو جنّوں کا لشکر ملا تھا

وَ حُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ

اور جمع کیے گئے سلیمان کے لیے اس کے لشکر جنّوں سے۔ (پارہ 19، النمل: 17)

اور حضور ﷺ کو فرشتوں کا لشکر ملا

يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ

تو تمہارا رب تمہاری مدد کو پانچ ہزار فرشتے (نشان والے) بھیجے گا۔ (پارہ 04، ال عمران: 125)

سلیمان علیہ السلام کے لشکر میں چڑیوں کو بھی شمار کیا ہے اس سے زیادہ عجیب تر قصہ اس کبوتر کا ہے جو غارِ حرا کے دروازے پر آیا اور ایک ساعت میں آشیانہ لگا کر بیضہ (انڈا) دیا اور آپ ﷺ کو دشمنوں سے بچایا اور لشکر سے مقصود حمایت اور بچاؤ ہے یہاں ایک کبوتر سے وہی بات حاصل ہوئی۔

سلیمان علیہ السلام کو ہفت اقلیم کی بادشاہی ملی، ہمارے حضور ﷺ کے سامنے سلطنت اور عبودیت دونوں حاضر کر دی گئیں، حضور ﷺ نے بندگی اختیار کی تو آپ ﷺ کو عقبیٰ کی بادشاہی ملی۔ یہ ایسی بادشاہی ہے جس کا زوال نہیں۔

وَ لَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى

اور بے شک پچھلی تمہارے لیے پہلی سے بہتر ہے۔ (پارہ 30، الضحیٰ: 04)

حضرت سلیمان علیہ السلام کے واسطے آصف بن برخیا بلقیس کا تخت اُٹھا لایا، ہمارے حضور ﷺ کے واسطے مقدمہ نکاح زینب میں خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

زَوَّجْنٰكَهَا

تو ہم نے وہ تمہارے نکاح میں دے دی۔ (پارہ 22، الاحزاب: 37)

بیان تفضیل بر ایوب علیہ السلام:

ایوب علیہ السلام بڑے صابر تھے

اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا

بے شک ہم نے اُسے صابر پایا۔ (پارہ 23، ص:44)

ہمارے حضور ﷺ کی بھی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ

توتم صبر کرو جیسا ہمت والے رسولوں نے صبر کیا۔ (پارہ 26، الاحقاف:35)

بلکہ آنحضرت ﷺ کا صبر ایوب علیہ السلام سے زیادہ تر تھا چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا

مَا اُوْذِیَ نَبِیٌّ قَطُّ مِثْلَ مَا اُوْذِیْتُ

کوئی نبی اتنا نہیں ستایا گیا جتنا میں ستایا گیا ہوں۔ (تفسیر الالوسی، ج6، ص20، تفسیر الرازی، ج2، ص454، تفسیر النیسا پوری، ج2، ص111)

جو تکالیف وایذائے روحانی وجسمانی آنحضرت ﷺ نے جانب کفار سے اٹھائی ہیں کسی اور پیغمبر کو پیش نہیں آئیں۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت بے دینوں کے ہاتھ سے اور آپ ﷺ کا اس پر بوسیلۂ وحی کے مطلع ہونا اور دندان مبارک کا شہید ہونا، اس کے سوا اور تکلیفیں جو کتب سیَر میں موجود ہیں، ظاہر وہویدا ہے۔

بیان تفضیل بر یوشع علیہ السلام:

یوشع علیہ السلام نے ہزار مہینے تک خدا کی راہ میں جہاد کیا اور کمر نہ کھولی۔

حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے لیلۃُ القدر عنایت کی جو ہزار مہینے سے بہتر ہے

لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ

شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر۔ (پارہ 30، القدر:03)

ہزار مہینے کا جہاد صرف یوشع علیہ السلام کے واسطے تھا، لیلۃ القدر کا ثواب حضور ﷺ کو ملا اور بطفیل اُن کے اب تک امت مرحومہ کو ملتا ہے۔

بیان تفضیل بر صالح علیہ السلام:

صالح علیہ السلام کی دعا سے پتھر سے اونٹنی پیدا ہوئی۔

ہمارے حضور ﷺ پر پہاڑوں کا سلام کرنا اور درخت کا آپ ﷺ کے حضور حاضر ہونا، اس سے کم نہیں۔

بیان تفضیل بر یونس علیہ السلام:

یونس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے لاکھ خواہ سوا لاکھ آدمیوں پر مبعوث فرمایا

وَ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰی مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ یَزِیْدُوْنَ

اور ہم نے اُسے لاکھ آدمیوں کی طرف بھیجا بلکہ زیادہ۔ (پارہ 23، الصّٰفّٰت :147)

ہمارے حضور ﷺ کو جمیع آدمیوں پر رسالت دی۔

وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ

اور اے محبوب ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے۔ (پارہ 22، سبا:28)

بلکہ آپ ﷺ کی رحمت سب عالم کو شامل ہے۔

وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔ (پارہ 17، الانبیائ: 107)

یونس علیہ السلام نے چالیس (40) برس تک اپنی قوم کو دعوتِ اسلام کی۔ قوم نے پرستش 'بعل' سے منہ نہ موڑا۔

اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا

کیا بعل کو پوجتے ہو۔ (پارہ 23، الصّٰفّٰت :125) [☆]

ہمارے حضور ﷺ کی دعوت نے یہ تاثیر دکھائی کہ بے شمار مشرکین لات ومنات (بتوں کے

[☆] بعل، ایک سونے کے بُت کا نام تھا جس کی لمبائی بیس گز اور چار منہ تھے۔ (خزائن العرفان)

نام) پر لات مار کر اسلام سے مشرف ہوئے۔

یونس علیہ السلام نے قوم کے حق میں دعائے بد کی۔ اجابتِ دعا میں توقف ہوا، یونس علیہ السلام وہاں سے نکلے۔

اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا

اور جب چلا غصہ میں بھرا۔ (پارہ 17، الانبیائ: 87)

ہمارے حضور ﷺ نے چاہا کہ قبیلۂ بنی ثقیف پر دعائے بد کریں حق تعالیٰ نے آپ کو صبر کے واسطے ارشاد کیا اور کہا کہ

لَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ

اور اس مچھلی والے کی طرح نہ ہونا۔ (پارہ 29، القلم: 48)

بیان تفضیل بر یحییٰ علیہ السلام:

یحییٰ علیہ السلام کو لڑکپن میں اللہ تعالیٰ نے پیغمبری دی

وَ اٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا

اور ہم نے اُسے بچپن ہی میں نبوت دی۔ (پارہ 16، مریم: 12)

ہمارے حضور ﷺ قبل تخلیق آدم علیہ السلام وعالم نبی تھے

كُنْتُ نَبِيًّا وَّ اٰدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَ الطِّيْنِ

میں اُس وقت بھی نبی تھا جب آدم ابھی مٹی اور پانی کے درمیان تھے۔ (تفسیر الالوسی، ج5، ص302)

مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ تین (3) برس کے تھے لڑکوں نے آپ ﷺ سے کہا کہ ہمارے ساتھ کیوں نہیں کھیلتے؟

آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں کھیلنے کے واسطے پیدا نہیں ہوا۔

بیان تفضیل بر عیسیٰ علیہ السلام:

عیسیٰ علیہ السلام اندھے کو دیکھنے والا کرتے تھے اور کوڑھی کو اچھا کرتے تھے اور مردے کو

زندہ کرتے تھے

أُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى

اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سپید داغ والے کو اور میں مُردے جلا تا ہوں۔

(پارہ 03، ال عمران: 49)

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ باہر نکل آئی تھی، حضور ﷺ نے ان کی آنکھ پیشتر سے بہتر درست کر دی اور معاذ بن عفرا رضی اللہ عنہ کی جورو (بیوی) کو برص کی بیماری تھی، حضور ﷺ نے ان کو ایک لکڑی سے چھوا، وہ اچھی ہوگئی۔

قدم نہادی و برہر دو دیدہ جا کردی

بیک نفس دلِ بیمار را دوا کردی

ایک شخص حضور ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ اگر میرے بیٹے کو آپ جلا دیں (یعنی زندہ کر دیں) تو میں ایمان لاؤں، چنانچہ حضور ﷺ اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور اس کا نام لے کر کے پکارا، لڑکے نے قبر سے جواب دیا

لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ

یارسول اللہ ﷺ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپ ﷺ کا فرماں بردار ہوں۔

عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ چوتھے آسمان پر لے گیا

بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ

بلکہ اللہ نے اُسے اپنی طرف اُٹھالیا۔ (پارہ 06، النسائ: 158)

ہمارے حضور ﷺ شبِ معراج میں ساتویں آسمان بلکہ لا مکان تک تشریف لے گئے۔

عیسیٰ علیہ السلام جب پیدا ہوئے، قوم والے مریم علیہ السلام کو ملامت کرنے لگے، تب عیسیٰ علیہ السلام نے کہا

اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِیَ الْكِتٰبَ

میں ہوں اللہ کا بندہ، اُس نے مجھے کتاب دی۔ (پارہ 16، مریم: 30)

ہمارے حضور ﷺ نے دنیا میں قدم رکھتے ہی سر بسجدہ ہو کر فرمایا

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنِّی رَسُوْلُ اللّٰهِ

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بے شک میں اللہ کا رسول ہوں۔

عیسیٰ علیہ السلام نے دو حواریوں کو دعوتِ دین کے واسطے اہل انطاکیہ کی طرف بھیجا، انطاکیہ والوں نے ان کو جھوٹا ٹھہرایا تب تیسرے حواری کو بھیجا، اس پر بھی اہل انطاکیہ ایمان نہ لائے اور ان کو جھوٹا بنایا اور رسالت کا ثبوت طلب کیا۔ حواریوں نے اپنی رسالت کا گواہ خدا کو قرار دیا۔

قَالُوْا رَبُّنَا یَعْلَمُ اِنَّآ اِلَیْکُمْ لَمُرْسَلُوْنَ

وہ بولے ہمارا رب جانتا ہے کہ بے شک ضرور ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔ (پارہ 22، یٰس: 16)

اور ہمارے حضور ﷺ کی رسالت پر اللہ تعالیٰ آپ بقسم گواہی دیتا ہے

یٰسٓ وَ الْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ

حکمت والے قرآن کی قسم، بے شک تم (سیدھی راہ) بھیجے گئے ہو۔ (پارہ 22، یٰس: 01)

تا کہ کسی کافر کو جائے شک و انکار باقی نہ رہے۔

الغرض جو کمالات اور خوبیاں اور انبیاء علیہم السلام میں علیحدہ علیحدہ تھیں وہ سب آپ ﷺ کی ذاتِ ستودہ صفات میں بطریقِ اولیٰ و اعلیٰ و اکمل مجتمع ہوئیں۔

خوبی و حسن و شمائل حرکات و سکنات

آں چہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَیْهِ وَ اٰلِهٖ عَلٰی قَدْرِ حُسْنِهٖ وَ جَمَالِهٖ

☆☆☆☆☆

دوسری فصل

فضائل مخصوصہ کے بیان میں

آپ ﷺ کی روح کا سب خلائق کی ارواح سے پہلے پیدا ہونا اور سب مخلوقات کی ارواح کا آپ ﷺ کی روح پاک سے نکلنا اور سب کا آپ کے نور سے پیدا ہونا اور عالمِ ارواح میں سب انبیاء علیہم السلام کی رُوحوں کا آپ کی رُوح سے فیض یاب ہونا اور آپ کی باتوں کا ''جوامع الکلم'' یعنی لفظ تھوڑے، معنی بہت ہونا، روزِ اول میں سب سے پہلے آپ سے پوچھا جانا

اَلَسۡتُ بِرَبِّکُمۡ

کیا میں تمہارا رب نہیں۔ (پارہ 09، الاعراف:172)

اور سب سے پہلے آپ کا بَلٰی فرمانا۔ آدم و عالم کا آپ ﷺ کے واسطے پیدا ہونا جس سواری پر سوار ہوتے اس جانور کا حالتِ سواری تک بول و براز نہ کرنا، نام مبارک کا عرش اور بہشت کے دروازوں پر لکھا جانا، روزِ اول میں سب انبیاء علیہم السلام سے اقرار لیا جانا کہ جب محمد ﷺ مبعوث ہوں تم سب ان پر ایمان لاؤ اور ان کی مدد کرو۔

وَ اِذۡ اَخَذَ اللّٰہُ مِیۡثَاقَ النَّبِیّٖنَ

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا۔ (پارہ 03، ال عمران:81)

آپ کی نبوت کی بشارت کتب سابقہ میں مندرج ہونا، نسب شریف میں آدم علیہ السلام سے عبداللہ رضی اللہ عنہ تک زنا کا واقع نہ ہونا، بہترین زمانہ اور بہترین قبائل میں آپ کا مبعوث ہونا، آپ کے وقتِ ولادت سب بُتوں کا سرنگوں ہونا، جِنّوں کا اشعار پڑھنا، آپ کا مختون و ناف بریدہ پیدا ہونا، وقتِ ولادت سجدہ کر کے آسمان کی طرف نظر اُٹھانا اور انگشتِ شہادت اُٹھا کر کلمہ پڑھنا اور آمنہ خاتون سے نور کا ظاہر ہونا، فرشتوں کا آپ کو جھولا جُھلانا، چاند کا آپ سے باتیں کرنا اور بوقتِ اشارہ آپ کی

طرف مائل ہونا، گرمی میں سر مبارک پر ابر (بادل) کا سایہ کرنا، سینۂ شریف کا چاک ہونا، سایہ دار درخت کا آپ کی طرف متوجہ ہونا، ابتدائے وحی میں جبریل علیہ السلام کا آپ کو اپنی آغوش میں لے کر دبانا، قرآن شریف میں آپ کے اعضاء کا ذکر ہونا۔

دل فیض منزل

نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ

اسے رُوح الامین لے کر اُترا، تمہارے دل پر۔ (پارہ 19، الشعرائ:193)

زبان صدق ترجمان

فَاِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ

تو ہم نے یہ قرآن تمہاری زبان میں یونہی آسان فرمایا۔ (پارہ 16، مریم:97)

بصرِ انور

مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَاطَغٰى

آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔ (پارہ 27، النجم:17)

روئے شریف

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ

ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا۔ (پارہ 02، البقرہ:144)

دست و گریبان مبارک

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ

اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ۔ (پارہ 15، بنی اسرائیل:29)

سینۂ سرور گنجینہ

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ

کیا ہم نے تمہارے لیے سینہ کشادہ نہ کیا۔ (پارہ 30، الشرح: 01)

پشتِ اطہر

وَ وَضَعۡنَا عَنۡکَ وِزۡرَکَ الَّذِیۡۤ اَنۡقَضَ ظَہۡرَکَ

اور تم پر سے تمہارا وہ بوجھ اُتار لیا جس نے تمہاری پیٹھ توڑی تھی۔ (پارہ 30، الشرح: 03-02)

نامِ مبارک

یعنی 'احمد' و 'محمد' کا اللہ تعالیٰ کے نام "محمود" سے نکالا جانا اور آپ سے قبل اس نام کے ساتھ کسی کا موسوم نہ ہونا۔

صومِ وصال (روزے سے روزہ ملانا بدوں افطارِ شب کے) میں پروردگار کا آپ کو کھلانا پلانا، آگے پیچھے سے برابر دیکھنا، اندھیری رات میں دن کے مانند دیکھنا، پتھر میں قدم شریف کا نقش بن جانا، آبِ دہن سے کھاری پانی کا شیریں ہو جانا، بغلِ مبارک کا سفید برنگِ بدن ہونا اور آپ کی بغل کا خوشبو اور بے بال ہونا، آپ کی آواز کا وہاں تک جانا جہاں تک کسی کی آواز نہ جا سکتی تھی، دور اور نزدیک سے برابر سننا، سوتے ہوئے باتوں کا سُن لینا، عمر بھر جمائی کا نہ آنا، مکھی کا بدن مبارک اور کپڑوں پر نہ بیٹھنا، تمام عمر احتلام کا نہ ہونا، آپ کے پسینے کا خوشبو ہونا، آپ کے سایہ کا زمین پر نہ پڑنا، مچھر کا کبھی (آپ کا) خون مبارک نہ پینا، منقطع ہونا، کاہنوں کا آپ کی پیدائش کے نزدیک اور بند ہونا ،شیطانوں کا آسمان پر جانے سے اور شیطانوں پر ستاروں کا ٹوٹنا، شبِ معراج میں بُراق پر سوار ہو کر مع ستر ہزار (70,000) فرشتے کے مسجد حرام و مسجد اقصیٰ سے طبقاتِ سموات و عرشِ معلّی تک جانا نبیوں اور فرشتوں کی امامت کرنا، بہشت و دوزخ پر مطلع ہونا اور ایسے مقام تک پہنچنا، جہاں کوئی نہ پہنچا ہو اور آنکھوں سے پروردگار کو دیکھنا، دراز قدوں میں آپ کا قدِ مبارک سب سے اُونچا ہونا، فرشتوں کا آپ کے ساتھ چلنا اور جنگِ بدر اور حنین میں آپ کے ساتھ ہو کر کافروں سے لڑنا، آپ کا اُمّی ہونا اور باوجود اُمّی ہونے کے مرتبۂ اعلیٰ علم کو فائز ہونا۔

نگارِ من کہ بمکتب نرفت و خطنہ نوشت

بغمزہ مسئلہ آموزِ صد مدرس شد

آپ کی کتاب میں تبدیل اور تحریف کا واقع نہ ہونا، کلید خزائن کی آپ کو سپرد ہونا، آپ کا تمام عالم پر مبعوث ہونا، غنیمت کا آپ کے واسطے حلال ہونا، تمام روے زمین پر نماز کا جائز ہونا، مٹی سے طہارت کا حاصل ہونا، سب پیغمبروں سے آپ کے معجزوں کا زیادہ ہونا، آپ کا خاتم الانبیاء ہونا، آپ کی شریعت سے سب شریعتوں کا منسوخ ہوجانا، آپ کا رحمۃً للعٰلمین ہونا، اللہ تعالیٰ کا آپ کو لقب کے ساتھ پکارنا جیسے یاَیُّھَا النَّبِیُ، یاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بخلاف اور پیغمبروں کے کہ ان کو نام لے کر پکارا ہے مثلاً یَا نوح، یا ابراھیم۔ اس بات کا اُمت پر حرام ہونا کہ آپ کو نام لے کر پکاریں بلکہ یارسول اللہ اور یا نبی اللہ کہیں اور بآواز بلند آپ کے سامنے بولنے کی ممانعت ہونا اور حجرے کے باہر سے آپ کو پکارنے کی ممانعت ہونا، اللہ تعالیٰ کا آپ کی عمر مبارک اور آپ کے مسکن کی قسم ارشاد فرمانا، اسرافیل علیہ السلام کا آپ پر نازل ہونا، آپ کا اولادِ آدم پر سردار ہونا، آپ کے اگلے پچھلے گناہوں کا بخشے جانا[☆]، آپ کے ہمزاد کا مسلمان ہونا، نسیان وخطا کا آپ کی طرف منسوب نہ ہونا، قبر میں میت سے آپ کے حال سے سوال کیا جانا، آپ کے ساتھ قسم کا جائز ہونا، ازواج مطہرات کا آپ کے بعد اوروں پر حرام ہونا، بدنِ ازواجِ مطہرات پر نظر کا حرام ہونا اگرچہ کپڑے میں مستور ہوں، دُختر کی اولاد کا آپ کی طرف منسوب ہونا، خواب میں آپ ﷺ کو دیکھنا بمنزلۂ بیداری کے دیکھنے کے ہے، آپ کے نام کے ساتھ نام رکھنا دنیا و آخرت میں مبارک ونافع ہونا، حدیث شریف پڑھتے وقت غسل وخوشبو کا مستحب ہونا، صحابہ میں شمار ہونا اُس کا جس نے ایک لحظہ بھی بایمان آپ کی صحبت پائی، جبریل علیہ السلام کا تین (3) روز تک آپ کی عیادت کو آنا، آپ کے جنازے کی نماز گروہ گروہ کا بے امام ادا کرنا اور وفات شریف سے تین روز بعد آپ کا دفن کیا جانا، آپ کے مال متروکہ میں وراثت کا نہ ہونا، آپ کا

[☆] یعنی آپ کے سبب سے آپ کے اگلے پچھلوں کے گناہوں کا بخشا جانا۔ قادری

قبر شریف میں زندہ ہونا اور نماز باذان واقامت ادا کرنا، قبر شریف پر صلوۃ وسلام زائر پہنچانے کے واسطے فرشتے کا مقرر رہونا، اعمال اُمت کا آپ پر عرض کیا جانا اور اُمت کے واسطے آپ کا استغفار کرنا، منبر و قبر شریف کے درمیان ایک روضے کا ریاضِ جنت سے ہونا، سب سے پہلے آپ کا قبر شریف سے نکلنا اور سب سے پہلے قیامت میں بے ہوشی سے افاقہ پانا، آپ کا مقام محمود پر فائز ہونا، قیامت میں آپ کے ہاتھ میں لوائے حمد کا ہونا، حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی تمام ذریّت کا اس لوا کے نیچے ہونا اور سب انبیاء کا اپنی امت سمیت آپ کی پیروی کرنا اور سب سے پہلے دیدارِ خدا سے آپ کا مشرف ہونا اور سب سے پہلے پلِ صراط پر جانا وہاں حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا آنا اور سب خلائق کو آنکھیں بند کرنے کا حکم ہونا اور آپ کا بمرتبۂ وسیلہ مشرف ہونا، سب سے پہلے بہشت میں آپ کا داخل ہونا، حوضِ کوثر کا آپ کو عطا ہونا اور جانب راست عرش کے آپ کا کرسی پر بیٹھنا، جو کچھ کہ دنیا میں ہے آپ پر منکشف ہونا، آدم علیہ السلام سے نفخۂ اوّل تک اور بوقت قضائے حاجت کے زمین کا پھٹنا اور بول و غائط کا اس میں غائب ہونا اور اُس مکان سے مشک کی بُو کا آنا، آپ کے فضلات کا طاہر ہونا، آپ کا دیدار بجائے دیدارِ خدا کے ہونا۔

مَنْ رَّاٰنِیْ فَقَدْ رَاٰیَ الْحَقَّ [★]

جس نے میری زیارت کی تحقیق اُس نے حق تعالیٰ کی زیارت کی۔

(بخاری:6481،6482،مسلم:4208)

آپ کا نام اور آوازۂ نبوت وشفاعت کے ساتھ دنیا وآخرت میں بلند ہونا

[☆] مصنف نے حدیث کے معنی موافق مذاق اہل صوفیہ کے مراد لیے چنانچہ مولد شریف میاں جرأت میں ایک قطعہ موافق مذاق صوفیہ کے لکھا ہے، اسی حدیث کا ترجمہ انہوں نے نظم کیا ہے وہ یہ ہے: **قطعہ**

جس نے اصحاب باصفا کو دیکھا	اُس نے گویا کہ مصطفی کو دیکھا
اور جس کی نظر پڑی نبی پر باللہ	اس نے تو بعینہٖ خدا کو دیکھا

اور علمائے شریعت نے اس حدیث کے معنی یوں لکھے ہیں کہ 'جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا بے شک اس نے سچ دیکھا' اس لیے کہ شیطان میری صورت نہیں بنا سکتا، جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہے۔ ۱۲

وَرَفَعْنَالَکَ ذِکْرَکَ

اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ (پارہ 30، الشرح: 04)

آپ کے نام نامی کا اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ کلمہ طیبہ واذان واقامت میں مقرر ہونا۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

آپ ﷺ کی فرماں برداری عین خدا کی فرماں برداری ہونا

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ

جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اُس نے اللہ کا حکم مانا۔ (پارہ 05، النسائ: 80)

آپ کی تابع داری سے خدا کی محبت کا لازم ہونا

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرماں بردار ہو جاؤ۔ (پارہ 03، ال عمران: 31)

آپ کی بیعت کا عین خدا کی بیعت ہونا

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ

وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ (پارہ 26، الفتح: 10)

اور انواع مراتب ولایت سے مخصوص ہونا اور مقام محبوبیت کے ساتھ مخصوص ہونا اور درجۂ اصطفیٰ سے مشرف ہونا اور شفاعتِ عظمیٰ کے ساتھ ممتاز ہونا اور جہاد کا حکم آپ کو عطا ہونا اور منصب قضا کا پانا، علم احتساب اور قراءت کا آپ کے ساتھ مخصوص ہونا اور آپ کی ذات ستودہ صفات میں مکارمِ اخلاق کا جمع ہونا

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ

بے شک تمہاری خُو بُو بڑی شان کی ہے۔ (پارہ29، القلم:04)

حاصل کلام:

حق تو یہ ہے کہ آپ ﷺ کے اوصاف اور فضائل کا کوئی فردِ بشر حصر نہیں کر سکتا اور نہ کسی کے فہم ودانش میں اس قدر وسعت ہے کہ اس کو سمجھ سکے۔

وصفِ خُلقِ کسی کہ قرآں ست

خلق را وصفِ او چہ امکاں ست

محبانِ باصفا کو صرف اِسی قدر کافی ہے۔

ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ عَلٰی قَدْرِ حُسْنِہٖ وَ جَمَالِہٖ

☆☆☆☆☆

فصل تیسری

فضائل مخصوصہ اُمت مرحومہ کے بیان میں

اس امت مرحومہ کی فضیلتیں بہت ہیں اور یہ فضیلتیں بھی آپ ﷺ کی ذات بابرکات کی طرف راجع ہیں کہ ایسی امت اور ایسے تابع دار آپ ﷺ نے پائے۔

سب سے بڑی فضیلت اس امت کے واسطے یہ ہے کہ ایسے پیغمبر کامل الصفات کے پیرو ہیں جس کے واسطے آدم علیہ السلام اور اٹھارہ ہزار (18,000) عالم پیدا ہوا بلکہ انہیں کے واسطے اللہ تعالیٰ نے اپنی رُبوبیت کو ظاہر کیا، جس طرح حضور ﷺ خاتم الانبیاء اور جامع کمالاتِ تمامی انبیاء ہیں اسی طرح آپ ﷺ کی امت بھی "خاتم الأمم" اور "اکمال دین" و "اتمامِ نعمت" کے ساتھ مخصوص ہیں۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ

آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی۔ (پارہ06، المائدہ:03)

جس طرح آنحضرت ﷺ کی بشارت کتب سابقہ میں مصرح ہے اسی طرح اس امت کی صفات بھی کتب سابقہ میں مذکور ہیں اس امت کی شان میں حق تعالیٰ فرماتا ہے

کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ

تم بہتر ہو اُن سب اُمتوں میں (جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں)۔ (پارہ04، ال عمران:110)

اور کسی نبی کی امت کو ایسا خطاب نہیں فرمایا۔

اس امت کے لوگوں کے ہاتھ پاؤں منہ وضو کے سبب قیامت سے روشن ہوں گے اس امت پر اللہ تعالیٰ نے پانچ وقت کی نماز فرض کی اور امتوں پر صرف چار نماز سوائے عشا کے فرض تھیں۔

اذان واقامت وبسم اللہ وآمین ورکوعِ نماز وجماعت وتحیہ وسلام وجمعہ وساعتِ مقبولہ جمعہ سے اللہ تعالیٰ نے اس امت کو سرفراز کیا، جب پہلی رات رمضان کی آتی ہے اللہ تعالیٰ اس امت کی طرف بنظرِ عنایت دیکھتا ہے اور جس کی طرف اللہ تعالیٰ بنظر عنایت دیکھتا ہے اس کو عذاب نہیں کرتا، رمضان میں سحری کا مستحب ہونا اور افطار میں جلدی کرنا اور رات کو جماع کا مباح ہونا اسی امت کے ساتھ خاص ہے، شب قدر کا ہازر مہینے سے بہتر ہونا اسی امت کے واسطے ہے، مصیبت کے وقت اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ کہنا، اللہ تعالیٰ نے اسی امت کو سکھایا ہے۔

اس امت سے تکلیفات کا اُٹھنا جیسا کہ اور امتوں میں تھا مثلاً مقام نجاست کا کاٹنا اور قتل کے بعد توبہ کا قبول ہونا، اللہ تعالیٰ نے اس امت پر آسان کیا وہ بات کہ اوروں پر دُشوار تھی مثلاً کھڑے ہوکر نماز نہ پڑھ سکے تو بیٹھ کر پڑھے اور سفر میں روزے کو افطار کرنا اور نماز میں قصر کرنا، اللہ تعالیٰ اس اُمت کی بھول چوک پر اور اس بات پر جو بخوف جان کے ہو اور وسوسے پر مواخذہ نہیں فرماتا۔

اس امت کی شریعت سب شریعتوں سے اکمل ہے، اس امت کے لوگ گمراہی پر اجماع نہیں کرتے پس اجماع ان کا کسی قول وفعل پر حجت ہے اور اختلاف ان کا رحمت، اس امت کے واسطے طاعون شہادت ہے یعنی جو شخص اس امت کا مرض طاعون میں مرتا ہے اس کو شہید کا اجر ملتا ہے بخلاف اور امتوں کے کہ ان کے واسطے مرض طاعون عذاب تھا۔

اس اُمت کے دو شخص جس کی بھلائی کی گواہی دیتے ہیں اس پر جنت واجب ہوتی ہے بخلاف اور امتوں کے کہ جب تک سو (100) آدمی کسی کی بھلائی کے قائل نہ ہوں وہ جنتی نہیں ہوتا تھا۔

اس امت کو اللہ تعالیٰ نے (علم) اسناد عطا کیا جس سے سلسلہء احادیث نبوی کا باقی ہے اور قیامت تک باقی رہے گا کسی امت کو یہ فضیلت نہیں ملی کہ اپنے نبی کے اخبار وآثار کا سلسلہ نبی تک پہنچا سکے۔

اللہ تعالیٰ نے اس امت کو تصنیف کتب وتدوین مسائل دینیہ پر توفیق دی ہے اس امت پر جناب رسالت مآب ﷺ کا رؤف ورحیم ہونا، اس امت میں اقطاب واوتادونجباء وابدال پیدا ہوتے ہیں۔

اس امت کے لوگ عرصاتِ قیامت میں بلند مکان پر کھڑے کیے جائیں گے، اس امت کے نامۂ اعمال قیامت کے دن داہنے ہاتھ میں دیے جائیں گے، اس امت کے لوگوں کے ایمان کا نور ان کے آگے دوڑے گا، اس امت کے لوگوں کو اپنے کارِ خیر کا ثواب اور دوسرے شخص کے کارِ خیر کا ثواب جو اس کے واسطے کرتا ہے ملے گا، اس امت کے لوگ سب امتوں سے پہلے بہشت میں داخل ہوں گے، اس امت سے ستر ہزار (70,000) آدمی بے حساب بہشت میں جائیں گے اور ہر ایک کے ساتھ ستر ستر ہزار آدمی ہوں گے، اس امت کے لوگ باوجود گناہوں کی کثرت کے مستحق بہشت ہیں۔

اس امت کے لوگ گناہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا گناہ پوشیدہ رکھتا ہے، اس امت کے لوگ اگر اپنے قصور پر دل میں پشیماں ہوتے ہیں وہ بھی توبہ کرنے کے برابر ہے اس امت کے گناہ گاروں پر اللہ تعالیٰ دنیا میں عذاب نہیں کرتا۔

حق تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بطفیل اپنے حبیب کے اس امت کو وہ فضائل وکمالات عطا کیے ہیں کہ کسی امت کو ان فضائل سے سرفراز نہیں کیا۔

چوں خدا پیغمبرِ ما را برحمت خوانده است
خاتمِ پیغمبران او گشت وما خیر الامم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیۡہِ وَ اٰلِہٖ عَلٰی قَدۡرِ حُسۡنِہٖ وَ جَمَالِہٖ
وَ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ فِی الۡبِدَایَۃِ وَ النِّھَایَۃِ

☆☆☆☆☆

قطعہ ء تاریخ چکیدہ ء خامہ ء منشی
محمد سرور صاحب تخلص 'سرور'
متوطن قصبہ ء احمد آباد نادرہ ء ضلع الہ آباد

ہست رحمن علی اہل عطا	بحر فیض ومخزن جود وسخا
شاعر بے مثل یکتائے زماں	ناصبِ اعلامِ تسلیم ورضا
ماہر طب واقفِ سرِّ علوم	فاضلِ مقبول ارباب ہدیٰ
کرد چوں تالیف اوصافِ رسول	آنکہ آمد مقتدائے اولیا
رہبر ہر گمرہِ غفلت شعار	سید کونین ختم الانبیاء
باعثِ ایجاد عالم فخر کل	مورد افضال درگاہ خدا
مرجع حور وملک جن وبشر	ساقیِ کوثر شہِ ہر دوسرا
امتی فبو مائے روز بعث ونشر	نائب حق شافع روز جزا
کرد سرور غور در تاریخ اُو	گفت ہاتف وصفِ ختم الانبیاء ۱۲۸۰ھ

☆☆☆☆☆

رسالہ

'آداب احمدی'

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد حضرت رب العالمین اور نعت جناب سیّد المرسلین ﷺ کے محبان و عاشقان رسول مقبول کی خدمت میں عرض یہ ہے کہ غرض اصلی اور مقصود کلی ادراکِ فضائل اور دریافتِ محامد سرور انبیاء علیہ الصلوۃ والسلام سے محبت اور اتباع سنت ہے اور اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کی محبت یہی ہے کہ ان کے فرمانے پر عمل کرنے اور خلاف کتاب وسنت کے راہ نہ چلے۔ پس ہر مسلمان کو لازم و واجب ہے کہ سب قول وفعل میں طریقہء مسنون کو ملحوظ رکھے اور رضائے خدا اور خوشنودیِ رسول مصطفی ﷺ کی خواہشِ نفسانی پر مقدم جانے اس واسطے کہ بندۂ مسلمان کو اقتدائے سنت سے اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے اور اس کے گناہ بخشتا ہے۔

حق تعالیٰ جل شانہٗ فرماتا ہے :

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرماں بردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (پارہ 03، ال عمران: 31)

اور جس کام کو آنحضرت ﷺ نے کیا یا حکم کرنے کا فرمایا اس کے بجالانے میں فلاح و بہبود دارین سمجھے اور جس بات کو منع کیا اس کا کرنا باعث ہلاک اور نقصان دنیا و آخرت کا جانے۔ بعضے افعال

مسنون ظاہر میں سہل و قلیل معلوم ہوتے ہیں اوران میں فوائد کثیر اور ثواب عظیم ہوتا ہے اور بعض امور ممنوع ادنی و حقیر ہیں اوران کا کرنا بہت بڑا گناہ اور سبب غضب وقہر خداوند ذوالجلال کا ہوتا ہے اور اکثر لوگ بسبب لاعلمی کے اس میں مبتلا ہوتے ہیں۔ من جملہ ان کے چند امور بطور نمونہ یہاں بیان ہوتے ہیں؛

مسواک کرنا سنت ہے:

''مسواک'' کہ اس کے کرنے میں ثوابِ عظیم اور موجبِ خوشنودیِ ربِّ کریم اور فوائد قوِیم ہیں۔ بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

تَفْضُلُ الصَّلٰوۃُ الَّتِیْ یُسْتَاکُ لَهَا عَلَی الصَّلٰوۃِ الَّتِیْ یُسْتَاکُ لَهَا سَبْعِیْنَ ضِعْفًا

یعنی وہ نماز جو مسواک کر کے پڑھی جائے اس نماز سے ثواب میں ستر (70) حصہ زیادہ ہوتی ہے کہ بے مسواک پڑھی جائے۔ (مستدرک للحاکم: 469، شعب الایمان: 2654)

اور طب نبوی میں لکھا ہے کہ مسواک منہ کو پاک کرتی ہے اور ربُّ العالمین کو خوش کرتی ہے اور نگاہ کو روشن کرتی ہے اور فصاحت زیادہ کرتی ہے اور حلق کو بلغم سے صاف کرتی ہے اور رطوبت کو قطع کرتی ہے اور بڑھاپا دیر میں لاتی ہے اور پشت کو سیدھا رکھتی ہے اور اجر کو دُونا کرتی ہے اور نزع کو آسان کرتی ہے اور موت کے وقت کلمہ شہادت یاد دلاتی ہے اور شیطان کو سیاہ رُو کرتی ہے اور روزی کو وسیع کرتی ہے اور دانتوں کے میل و درد کو دُور کرتی ہے اور عقل کو زیادہ کرتی ہے اور دل کو پاک کرتی ہے اور منہ کو نورانی کرتی ہے اور دل اور بدن کو قوت دیتی ہے اور ہر بیماری کو شفا دیتی ہے اور اس کے سوا اور کتابوں میں بھی اس کے بہت فوائد لکھے ہیں۔ پس ایسے ثواب عظیم اور فائدوں قویم سے محروم ہونا بہت نامناسب ہے۔

داڑھی رکھنا واجب ہے:

دوسرا داڑھی رکھنا بقدر یک مشت اور مونچھیں کترواناواجب اور شعائر اسلام اور سنت انبیائے کرام علیہم السلام سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللُّحٰی

یعنی مونچھیں باریک کرو اور خوب تراشو اور داڑھیاں چھوڑو اور بڑھاؤ (اس کو امام بخاری اور مسلم نے روایت کیا)۔ (مسلم:380، ترمذی:2687، نسائی:4959)

اور داڑھی منڈانا یا ایک مُشت سے کم کرنا اور کترانا یا بیچ سے منڈا کے گل مچھلے بنانا حرام ہے اور مجوس اور مشرکین کے ساتھ مشابہت ہے۔

صحیح مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

جَزُّوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللُّحٰی خَالِفُوا الْمَجُوْسَ

یعنی مونچھیں باریک تراشو اور داڑھیاں بڑھاؤ اور مجوس کے خلاف کرو۔ (مسلم:383)

بعض روایتوں میں خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ وارد ہے اور داڑھی کو لپیٹنا اور باندھنا اور اوپر چڑھانا ممنوع ہے۔ حدیث میں ہے

مَنْ عَقَدَ لَحِيَتَهٗ فَاِنَّ مُحَمَّدًا اَبْرِیْءٌ" مِّنْهُ اى جَعَدَهٗ

یعنی جو شخص اپنی داڑھی لپیٹے اور باندھے پس بے شک محمد ﷺ اس سے بیزار ہیں۔

(اس مضمون کی متعدد روایات کچھ الفاظ کے فرق کے ساتھ ابوداؤد:33، نسائی:4981، مسند احمد:16381، 16382، 16386 میں موجود ہیں۔ قادری)

اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا

مَنْ لَّمْ يَاْخُذْ مِنْ شَارِبِهٖ فَلَيْسَ مِنَّا

یعنی جو کوئی اپنی مونچھیں نہ کترائے پس ہم میں سے نہیں اور ہمارے طریقہ پر نہیں۔

(نسائی:4961،مسند احمد:18462،18473)

معاذ اللہ اگر کسی ہندو سے ''چوٹی'' کہ اُن کے شعار دین سے ہے، منڈانے کے واسطے کہا جائے تو کبھی نہ مانے اور مسلمان ہو کر خوشنودیِ زنانِ بازاری اور مشابہت ہنود کے دام دے کر داڑھی منڈا دیں اور خوف مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ (جو جس قوم سے مشابہت کرے وہ انہیں میں سے ہے۔ابوداؤد:3512)اور خدا کا عذاب دل سے بھلا دیں۔

فائدہ:

احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ دس (10) خصلتیں داڑھی میں مکروہ ہیں:

1۔ داڑھی کا خضاب سے سیاہ کرنا کہ وہ دوزخیوں کا خضاب ہے اور سب سے پہلے فرعون نے کیا تھا۔

2۔ وقار واظہار بزرگی اور تبحر علم کے واسطے اس کا دوا سے سفید کرنا

3۔ اس کے بالوں کا عبث سے یا ابتدائے جوانی سے نوچنا تا کہ امرد معلوم ہو

4۔ اس کے سفید بالوں کا چننا، بڑھاپے کے ننگ وعار سے۔

5۔ داڑھی کو ایک مشت سے کم کرنا

6۔ اس کو بشمول موئے ہائے سر کے زیادہ کرنا

7۔ داڑھی لوگوں کو دکھانے کے واسطے آراستہ کرنا

8۔ اظہار ورع اور تقویٰ کے اُلجھائے رکھنا اور کنگھی نہ کرنا تا کہ معلوم ہو کہ داڑھی کی بھی خبر نہیں لیتا۔

9۔ اس کی سفیدی یا سیاہی دیکھ کر بڑھاپے یا جوانی پر تکبر کرنا

10۔ سرخ یا زرد خضاب کرنا تا کہ لوگ صالح اور متقی معلوم کریں نہ کہ اتباع سنت کے واسطے۔

عمامہ باندھنا:

عمامہ باندھنا کہ دنیا میں عظمت ووقار اور آخرت میں ثواب بے شمار ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عمامہ باندھو تاکہ عقل و بزرگی کو زیادہ کرے، عمامہ ہمارے اور مشرکوں کے درمیان فارِق (فرق کرنے والا) ہے۔

ایک اور روایت میں ہے عمامہ ایمان اور کفر کے درمیان فارِق ہے اور ہر پیچ دستار کے عوض کہ اس کو مرد اپنے سر پر پھیرتا ہے قیامت کو ایک نور دیا جائے گا۔ دو رکعت نماز نفل ہو یا فرض با عمامہ ستر (70) رکعت بے عمامہ سے بہتر ہے۔

مساجد میں پگڑی باندھ کے آؤ کہ پگڑیاں مسلمانوں کی ٹوپی ہیں۔

پگڑیوں کو لازم پکڑو کہ وہ خصائل ملائکہ سے ہیں۔ خدائے تعالیٰ نے میری بدر وحنین کے روز ملائکہ سے مدد کی جو کہ پگڑیاں پہنے تھے۔ کذافی شرح سفر السعادت

ٹخنوں سے نیچے پاجامہ رکھنا گناہ ہے:

مردوں کو ٹخنوں سے نیچا پاجامہ پہننا درست نہیں کہ باعث عذاب اور محرومی ثواب ہے۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسولِ اللہ ﷺ نے فرمایا

مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

یعنی جو شخص اپنا کپڑا از راہِ تکبر کھینچے اللہ عزوجل اس کی طرف قیامت کے دن نظر رحمت سے نہ دیکھے گا۔ (موطا امام مالک: 1423 میں "مَنْ جَرَّ" کی بجائے "اَلَّذِيْ يَجُرُّ" کے الفاظ ہیں۔ قادری)

یہ حدیثیں صحیحین میں موجود ہیں اور بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

مااَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْاِزَارِ فِي النَّارِ

یعنی ٹخنوں سے نیچا ازار آگ میں ہے۔ (بخاری: 5341، نسائی: 5236)

معاذ اللہ ٹخنوں سے نیچا پاجامہ پہننا، ظاہر میں لوگ اس کو نہایت سہل اور خفیف سمجھتے ہیں، اس

پر یہ وعید شدید ہے۔ حق تعالیٰ سب مسلمانوں کو اس گناہ بے لذّت اور سب خلاف سنت طریقوں سے بچائے اور اتباع سنت کی توفیق عنایت فرمائے اور اس کے سوا اور بھی احادیث کثیرہ فضائل وثواب اتباع سنت اور عتاب وعقاب اختیار طریقہ خلاف سنت میں وارد ہیں کہ اس مقام میں درج کرنا ان کا بنظر طُولِ کلام کے مصلحت نہ دیکھا۔

☆☆☆☆☆

خاتمة الطبع

☆☆☆☆☆

وظیفۂ اہل سنت ☆

مجدد دین وملت امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی ۞ سب سے بالا و والا ہمارا نبی

اپنے مولیٰ کا پیارا ہمارا نبی ۞ دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے ۞ پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی

قرنوں بدلی رسولوں کی ہوتی رہی ۞ چاند بدلی کا نکلا ہمارا نبی

انبیاء سے کروں عرض کیوں مالکو! ۞ کیا نبی ہے تمہارا ہمارا نبی

سارے اُونچوں سے اُونچا سمجھئے جسے ۞ ہے اُس اُونچے سے اُونچا ہمارا نبی

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے ۞ دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

غم زدوں کو رضاؔ مژدہ دیجے کہ ہے ۞ بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی

☆ یہ کلام کتاب کے خلاصہ کے طور پر راقم نے حدائق بخشش سے بعنوان جدید نقل کیا ہے۔ قادری